کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

خواتین کے واقعات

تصنیف
عطائے حضور مفتی اعظم ہند حضرت حافظ و قاری مولانا
محمد شاکر نوری
(امیر سُنّی دعوت اسلامی)

ناشر
مکتبہ طیبہ مرکز اسمٰعیل حبیب مسجد
۱۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳۔

آئینۂ کتاب



حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا۔ آپ جنت میں اکیلے تھے۔ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نیند غالب کردی اور وہ سو گئے۔ خدا نے پھر آپ کی دائیں پسلی میں سے ایک پسلی نکال کر اس سے حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی نکالی ہوئی پسلی کی جگہ کو گوشت سے بھر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام جاگے تو اپنے سر کے پاس حضرت حوا کو بیٹھے پایا۔ آپ نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ عرض کیا: میں عورت ہوں۔ فرمایا تو کیوں پیدا کی گئی؟ عرض کیا: اس لیے کہ آپ مجھ سے سکون پائیں اور میں آپ سے۔ فرشتوں نے پوچھا: اے آدم اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: حوا۔ فرشتوں نے پوچھا یہ نام کیوں ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ حیی (زندہ) سے پیدا کی گئی ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد اول)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جمعۃ المبارک کے دن ظاہر فرمایا، جمعہ کے روز ہی نکاح فرمایا، جنت کو آراستہ کیا، شجر طوبیٰ کے نیچے فرشتوں کی بارات سجائی اور ارشاد فرمایا: الحمد ثنائی والعظمة ازاری، والخلق کلھم عبیدی

وامائی خلقت الاشیاء کلھازوجین علی انھم یوحدونی اشھدکم انی قد زوجت آدم بحواعلیٰ علی ان یصدقھاعشر صلوات علی نبیی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حمد میری تعریف، عظمت میری چادر، بزرگی میری ردا، مخلوق میری مطیع، میں نے ہر ایک کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا تاکہ میری توحید کا اقرار کریں۔فرشتو! گواہ رہو، میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر دس بار درود شریف کے بدلے کیا جوان کا حقِ مہر قرار دیا ہے۔(نزھۃ المجالس)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اڑنے کی آواز تھی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔پھر ایک دم حضور میرے سامنے سے غائب ہو گئے اور میں نے سنا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کررہا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مشرق و مغرب میں گشت کراؤ تاکہ تمام کائنات کو ان کا نام، ان کا حلیہ، ان کی صفت معلوم ہو جائے۔ان کو تمام جان دار مخلوق یعنی جن وانس، ملائکہ اور چرندوں پرندوں کے سامنے پیش کردو۔اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُلّت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰی علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد عطا کر کے تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ مُزین کردو، اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا۔حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ

آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑا سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی منادی اعلان کر رہا ہے کہ واہ واہ! کیا خوب کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا۔اور کائنات عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضہ اقتدار اور غلبہ اطاعت میں نہ ہو۔اب میں نے چہرہ انور کو دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آرہی تھی۔پھر تین شخص نظر آئے ۔ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زُمرّد کا طشت ،تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی۔انگوٹھی کو سات مرتبہ دھوکر اس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت لگادی۔پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ریشمیں کپڑے میں لپٹ کر اٹھایا اور ایک لمحہ کے بعد مجھے سپرد کر دیا۔(سیرت المصطفیٰ)

شکم مادر میں باتیں

حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے بطن اطہر میں جب سیدہ فاطمہ جاگزیں تھیں تو مجھے کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ مجھ سے باتیں کیا کرتیں۔جب ولادت فاطمہ کا وقت قریب آیا تو میں نے قریشی دائیوں کو بلا بھیجا مگر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخاصمت کے باعث نہ آئیں۔ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ اب کیا ہوگا۔معاً چار عورتیں جن کی چمک دمک اور حسن و جمال مثالی تھا جلوہ گر ہوئیں ان میں سے ایک نے فرمایا: میں تیری والدہ حوا ہوں ،دوسری نے کہا: میں آسیہ ہوں۔تیسری بولی: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ اُمّ کلثوم اور چوتھی نے کہا: میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم ہوں۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہم آپ کی خدمت کی لیے آئی ہیں۔

سبحان اللہ! خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام کتنا بلند ہے۔

وظیفۂ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

روض الافکار میں ہے کہ ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ طلب کرنے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم

ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں تین چولہا ٹھنڈا پڑا ہے میں تمہیں پانچ کلمات سکھا دیتا ہوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے ہیں۔ ”یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا آخِرَ الْآخِرِیْنَ یَا ذُوْ الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ“.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کسی قسم کی بھی حاجت ہوتو جمعرات کے دن اس حاجت کی طلب میں علی الصبح گھر سے باہر نکلتے وقت آیۃ الکرسی، سورۂ آل عمران کی آخری آیت، سورۂ زلزلات اور سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے اس میں تمام دنیا وآخرت کی حاجتیں ہیں۔ (جو برآئیں گی)۔ (نزہۃ المجالس: ج ۲، ص: ۶۷۳)

مذکورہ عمل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کو عطا فرمایا اور ان کے ذریعہ اس اُمت کو نصیب ہوا اور ساتھ ہی ساتھ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حاجت برآری کے لیے عمل بتایا یقیناً ان اعمال کا فائدہ ہر پڑھنے والے کو نصیب ہوگا، لہٰذا ضرور اس عمل پیرا ہوں اور ڈھونگی باباؤں سے نجات حاصل کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی سخاوت

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے حد سخی تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز اُمّ المومنین نے ستر ہزار درہم راہ خدا میں تقسیم کردیئے اور ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان کی خدمت میں سو ہزار درہم بھیجے تو آپ نے وہ سب درہم ایک ہی روز میں راہ خدا میں تقسیم کردیئے اور اس روز آپ خود روزہ سے تھیں، شام کے وقت باندی نے عرض کیا، کیا اچھا ہوتا اگر ایک درہم آپ اپنی افطاری کے لئے رکھ لیتیں اور آج گوشت منگوالیا جاتا۔ تو فرمایا مجھے یاد نہیں رہا۔ یاد رہتا تو گوشت منگوالیا جاتا۔ (مدارج النبوۃ ص ۶۷۲ ج ۲)

خواتین اسلام! یاد رکھو کہ سخاوت کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ عزوجل اس کی وجہ سے برکتیں عطا فرماتا ہے۔ اللہ جل شانہ کا وعدہ برحق ہے کہ اگر تم میری راہ میں ایک خرچ کروگے تو میں دس گنا عطا فرماؤں گا۔

ایک بزرگ کا قول بڑا پیارا ہے، فرماتے ہیں: لوگوں سے طمع نہ کر، ہدیہ منع نہ کر اور

مال جمع نہ کر۔ جتنے بھی اللہ کے نیک بندے اور بندیاں تھیں سب کا یہی حال تھا کہ خالی ہاتھ آئے تھے اور خالی ہاتھ چلے گئے، مال ساتھ نہیں لے گئے۔ ہاں اللہ عزوجل کی اطاعت اور اللہ کے مخلوق کی خدمت کر کے نیکیوں کا ذخیرہ ساتھ لے گئے۔ ہماری بعض خواتین بے حد بخیل ہوتی ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ بخل بہت بڑا عیب ہے اور بخیل اللہ عزوجل سے دور ہوتا ہے اسے قرب خداوندی کی دولت نصیب نہیں ہوتی، جب کہ سخی اللہ کے نزدیک پیارا ہے، اور اسے اللہ کے یہاں قرب خاص میں جگہ ملتی ہے۔

آپ کے توسل سے بارش

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں بارش نہیں ہوئی اور لوگ شدید قحط میں مبتلا ہو کر بلبلا اٹھے۔ جب لوگ قحط کی شکایت لے کر حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میرے حجرہ میں جہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور ہے۔ اس حجرہ مبارکہ کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تا کہ حجرہ منور سے آسمان نظر آنے لگے۔ چنانچہ جیسے ہی لوگوں نے چھت میں سوراخ بنایا فوراً ہی بارش شروع ہوگئی اور اطراف مدینہ منورہ کی زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اس سال گھاس اور جانوروں کا چارہ بھی اس قدر زیادہ ہوا کہ کثرت خوراک سے اونٹ فربہ ہو گئے اور چربی کی زیادتی سے ان کے بدن پھول گئے۔ (کراماتِ صحابہ: ص/۲۳۶)

سبحان اللہ! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمتوں کا کیا کہنا۔

خالہ جان

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر سے بڑا پیار تھا۔ انہوں نے ہی گویا اپنے بھانجے کو پالا تھا۔ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت و فیاضی کا یہ عالم دیکھ کر جو کچھ آتا، آپ راہ خدا میں تقسیم کر دیتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہہ دیا کہ خالہ جان کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہئے۔ اُمّ المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی

کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہاتھ روکنا چاہتے ہیں تو آپ ناراض ہوگئیں اور ان سے نہ بولنے کی قسم کھالی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالہ جان کی ناراضگی کا بے حد صدمہ ہوا بہت سے لوگوں سے سفارش کرائی مگر انہوں نے اپنی قسم کا عذر پیش کردیا۔ آخر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ دونوں حضرات اجازت لے کر اندر گئے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چھپ کر ساتھ ہولئے۔ جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور اُمّ المومنین پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت کرنے لگیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے اندر چلے گئے اور خالہ جان سے لپٹ کر رونے لگے اور بہت روئے اور خوشامد کی۔ وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے اُمّ المومنین ان احادیث میں جو ممانعت اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا ان کی تاب نہ لاسکیں اور رونے لگیں۔ آخر معاف فرمادیا اور بولنے لگیں۔ لیکن اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کراتی تھیں۔ حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کئے اور جب بھی کبھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آجاتا اتنا روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ (سچی حکایات حصہ دوم ص: ۸۵)

اس واقعہ سے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل البشر بعد الانبیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہزادی اور مالک کونین رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کی سخاوت سے کون واقف نہیں اور نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے سوال میں ''نہیں'' نہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تقریباً ساٹھ سال کی عمر شریف تھی جب کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرمادیا تھا اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بطور محافظ

ان میں مقرر فرما دیا تھا۔ یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ حضور تو صحابہ سمیت مدینہ منورہ سے باہر تشریف فرما ہیں اور عورتیں قلعہ میں تنہا ہیں۔ اس خیال سے یہودیوں کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لئے قلعہ پر پہنچا۔ حضرت صفیہ نے کہیں سے دیکھ لیا اور حضرت حسان سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے کے لئے آیا ہے تم قلعہ سے باہر نکلو اور اسے مارو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ضعیف تھے۔ ضعف کی وجہ سے نکل نہ سکے تو حضرت صفیہ نے خیمہ کا ایک کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس یہودی کا سر کچل دیا پھر قلعہ میں آ کر حضرت حسان سے کہا کہ چونکہ وہ یہودی مرد تھا اور نامحرم ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا سامان اور کپڑے نہیں اتارے۔ تم جاؤ اور اس کے کپڑے اتار لاؤ اور سر بھی کاٹ لاؤ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے ضعف کی وجہ سے ہمت نہ فرما سکے تو دوبارہ تشریف لے گئیں اور اس کا سر کاٹ لائیں اور دیوار پر سے سر کو یہودیوں کے مجمع میں پھینک دیا۔ یہودیوں نے اپنے سردار کا سر کٹا ہوا دیکھا تو سہم گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے غلط سمجھا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ گئے۔ ضرور ان کے محافظ بہت سے مرد بھی اندر موجود ہیں۔ (ایضاً ص:۳۸)

اونٹنی کی گفتگو اور سیدہ فاطمہ

حضرت نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائیں تو ان سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی عصاء جو خیبر میں حاصل ہوئی تھی آپ سے گفتگو کرتے ہوئے سلام عرض گزار ہوئی السلام علیک یا بنت رسول اللہ، اے شہزادیٔ رسول آپ پر سلام ہو کیا آپ کو اپنے والد ماجد سے کوئی کام ہے کیوں کہ میں ان کے پاس جانے والی ہوں۔ اس پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھیں نمناک ہو گئیں اور شفقت سے اونٹنی کا سر اپنی گود میں لے کر پیار کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کی گود میں ہی جان دے دی۔ پھر اسے ایک بڑے کمبل مین لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔ تین دن بعد جب اس جگہ کو کھودا گیا تو اس کا کہیں نشان تک نہ ملا۔ اونٹنی کا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہم کلام ہونا سیدہ کی کرامات میں سے ہے کیوں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اوران کے علاوہ کسی سے کبھی ہم کلام نہ ہوئی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار یہی اونٹنی کہنے لگی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھی جب چرنے جاتی تو گھاس از خود پکارتی مجھے اپنی خوراک بناؤ کیوں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے اور جب رات سر پر آتی تو درندے ایک دوسرے کو تاکید کرتے کہتے اس اونٹنی کے قریب مت جانا کیوں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ (نزہۃ المجالس: ج ۲/ص: ۲: ۶۷۳/۶۷)

سبحان اللہ! میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوران کی لختِ جگر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جانور بھی ہم کلام ہوتے تھے۔ اور وہ جانور کی بولی سمجھتے بھی تھے اور ان کی پریشانی کا حل بھی فرماتے تھے۔

شاہی دعوت

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہنشاہ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ جب دونوں عالم کے میزبان، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پورونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری تمنا ہے کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتکریم کے لیے ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان تک جس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پڑے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دعوت سے متأثر ہو کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسی طرح شاندار دعوت کر سکتے ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی دلدل کے سوار اس جوش تاثر سے متأثر ہو کر کہا بہت اچھا جایئے ۔ آپ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کی دعوت دیتے آیئے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دعوت دے دی اور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہو گئے ۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلوت میں تشریف لے جا کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سر بسجود ہو گئیں اور یہ دعا مانگی ۔

’’یا اللہ ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے ۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے ۔ لہٰذا اے میرے رب ! تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا تو عالمِ غیب سے انتظام فرما ۔‘‘

یہ دعا مانگ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہانڈیوں کو چولھوں پر چڑھا دیا ۔ خداوند تعالیٰ کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اس رزاق مطلق نے دم زدن میں ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا ۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے ۔ لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حیران دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لیے جنت سے بھیج دیا ہے ۔

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشۂ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دعا مانگنے لگیں کہ یا اللہ ! حضرت عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے ۔ لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے ۔ لہٰذا اے خداوند کریم ! جہاں تو

نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں اپنے محبوب کی امت کہ گنہ گار بندوں کو جہنم سے آزاد فرمادے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں ایک دم ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہِ رسالت میں اتر پڑے کہ یا رسول اللہ ! حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہ گاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

(جامع المعجزات مصری: ص/۶۵ بحوالہ سچی حکایات)(کرامات صحابہ: ص/۲۳۴/۲۳۵)

غور کریں کہ امت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور فکر خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کررہی ہیں اس لیے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمت کے لیے بے قرار و بے چین دیکھا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت جنت کی حقدار اور دوزخ سے خلاصی پالے گی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشی ہوگی جس کا ثبوت ان کی دعاؤں سے ملتا ہے۔

مجاہدہ ماں

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور شاعرہ ہیں۔ آپ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئیں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ قادسیہ میں یہ اپنے چار بیٹوں سمیت شریک ہوئیں لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور جہاد میں شرکت کے لئے اُبھارا اور کہنے لگیں: میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو، اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم ایک ماں ایک ہی باپ کے بیٹے ہو، میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا ہے۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کے لئے کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہوجانے والی زندگی سے بہتر ہے۔ اللہ کا

ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب رہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور دشمن کے مقابلہ میں اللہ سے مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی ہے اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا انشاء اللہ جنت میں عزت واکرام کے ساتھ رہو گے۔ چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو حضرت خنساء کے چاروں لڑکوں میں سے ہر ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا تھا اور جب ایک شہید ہو جاتا تھا تو دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہو گئے اور جب ماں کو ان کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ (سچی حکایات حصہ دوم)

پتہ چلا کہ پہلے زمانے کی ماؤں کے دلوں میں اللہ کی رضا وخوشنودی اس حد تک موجود تھی کہ اگر اس کے حصول کے لئے اپنے بچوں کو راہِ خدا میں قربان کرنا پڑے تو اس کے لئے وہ آمادہ ہو جاتیں، چونکہ حق وباطل کی جنگ چل رہی تھی اس میں ماں نے اپنے بیٹوں کی محبت کو رب تعالیٰ کی محبت پر قربان کیا اور جنگ میں بے خطر کود جانے کا حکم دیا۔ جام شہادت نوش کر لینے پر ماں نے ماتم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ کتنا عظیم الشان جذبہ تھا؟ لیکن ایک آج کی ماں اور بہنیں ہیں کہ اپنے بچوں کو دین کی راہ پر چلانے کے لئے تیار نہیں ہوتیں ۔کاش! مذکورہ واقعہ سے آج کی عورتیں سبق لیتیں اور اپنے بچوں کو اسلام کی راہ پر چلنے کی تاکید کرتیں ۔آج تو جان قربان کرنے کی نوبت نہیں آتی بلکہ دل وجان پر اسلامی احکام کو نافذ کرنے کی بات ہے۔ کیا ہماری خواتین اس کے لئے تیار ہیں؟؟؟

قرآن سے جواب دینے والی عورت

حضرت عبداللہ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے عرفات میں ایک عورت کو دیکھا جو تنہا کھڑی تھی۔ میں نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا کہ آپ کیوں پریشان کھڑی ہیں تو اللہ کی اس مقبول بندی نے میری بات کا جواب قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ کر دیا۔

"مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ"

یعنی جسے خدا راہ دکھادے اسے کوئی بھٹکا نہیں سکتا اور جسے وہ راہ بھلا دے اسے کوئی راہ سمجھا نہیں سکتا۔

میں نے سمجھ لیا کہ یہ عورت راستہ بھول گئی ہے میں نے اس کے قریب جا کر کہا کہ اے نیک عورت! آپ کہاں سے آئی ہیں؟ تو اللہ کی اس بندی نے اس بات کا جواب بھی قرآن ہی سے یہ آیت پڑھ کر دیا کہ:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی"

گویا اس نے بتایا کہ وہ بیت المقدس سے آئی ہے۔ میں نے پھر پوچھا آپ یہاں کیوں آئیں؟ تو بولی:

"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ"

مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ حج کرنے آئی ہیں۔

میں نے پھر پوچھا آپ کا شوہر بھی ساتھ ہے یا آپ اکیلی ہیں؟ تو جواب دیا اور وہ بھی قرآن کی آیت سے:

"کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ"

یعنی اپنے شوہر کے وفات یافتہ ہونے کی یہ آیت پڑھ کر مجھے خبر کر دی۔

میں نے پھر پوچھا کوئی اولاد ہے؟ تو بولی۔

"وَوَصّٰی بِھَا اِبْرَاھِیْمُ بَنِیْہِ"

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کی۔

یہ آیت پڑھ کر گویا مجھے بتا دیا کہ میرے بیٹے ہیں میں نے پوچھا ان کے نام کیا ہیں؟ تو جواب دیا۔

"كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسىٰ تَكْلِيماً وَّاتَّخذَ اِبْرَاهِيمَ خَلِيْلاً يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَة"

ان آیات سے اس نے مجھے اپنے تینوں بیٹوں کے نام بھی بتا دیئے کہ ایک کا نام موسیٰ دوسرے کا نام ابراہیم اور تیسرے کا نام داوٗد ہے۔ سبحان اللہ! میں نے اس اللہ کی مقبول بندی کے اس علم و عرفان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور اس کی خدمت گذاری کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔

میں نے پھر پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ تو بولی۔

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ"

سبحان اللہ! اپنا نام بھی بتا دیا کہ مریم ہے۔ میں نے پوچھا آپ اونٹ پر سوار ہوں گی۔ تو بولی۔

"وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ"

یعنی جو تم اچھا کرو گے اللہ اسے جانتا ہے۔

یہ آیت پڑھ کر گویا اونٹ کی سواری پر آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ میں نے سواری کے لیے اونٹ بٹھا دیا اور وہ سوار ہونے لگی۔ جب سوار ہونے لگی تو بولی۔

"قُل لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِم"

مومنوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

میں نے اپنی نظر دوسری طرف کر لی اور پھر ہم اس کے بیٹوں کی تلاش کرنے لگے۔

میں نے یہ بھی پوچھ لیا کہ اگر بھوک لگی ہو تو کچھ کھلاؤں؟ تو جواب دیا۔

"إِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا"

میں نے اللہ کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے۔

اللہ اکبر! کیا عارفہ عورت تھی کہ دوسری کوئی بات کرتی نہیں۔ اس کے بعد تلاش کرتے ہوئے اس کے تینوں بیٹے مل گئے اور جب انہوں نے اپنی والدہ کو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے اور میرا شکریہ ادا کرنے لگے۔ پھر اس نے اپنے بیٹوں سے کہا۔

"فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هٰذِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا

أَزۡکٰی طَعَاماً فَلۡیَاۡتِکُم بِرِزۡقٍ مِّنۡہُ ‘‘

تو اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو۔ پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے۔

یہ اصحاب کہف کا قصہ ہے جب وہ ایک مدت دراز کے بعد غار میں بیدار ہوئے تو ان میں سے بعض نے سکے نکال کر کہا تھا کہ ان سکوں کے عوض بازار سے کچھ کھانے کو لے آؤ۔ اس اللہ کی مقبول بندی نے یہ آیت پڑھ کر گویا اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ میرے کھانے کے لیے بازار سے کچھ لے آئیں۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں اس پاکباز عورت کا یہ فرمان اور علمِ قرآن دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس عارفہ وعالمہ خاتون کی خدمت کا موقع دیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ وہ عورت قرآن پاک سے اپنا شغف اس حد تک رکھتی تھی کہ صرف تلاوت قرآن پر اکتفا نہیں کرتی تھی بلکہ اس کے کے معانی ومفاہیم کو بھی اچھی طرح سمجھتی تھی اور یہی تقاضائے قرآن پاک ہے۔ لہذا آپ بھی قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کنز الایمان ضرور پڑھو۔

ایک ہاشمی عورت

مدینہ منورہ میں ایک ہاشمی عورت رہتی تھی۔ اسے بعض لوگ ایذا دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضور کے روضہ پر حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی۔ یارسول اللہ! یہ لوگ مجھے ایذا دیتے ہیں۔ روضۂ انور سے آواز آئی: کیا میرا اُسوۂ حسنہ تمہارے سامنے نہیں؟ دشمنوں نے مجھے ایذائیں دیں اور میں نے صبر کیا میری طرح تم بھی صبر کرو۔ وہ عورت فرماتی ہیں کہ مجھے بڑی تسکین ہوئی اور چند دن کے بعد مجھے ایذا دینے والے بھی مر گئے۔ (شواہد الحق ص ۱۶۵)

معلوم ہوا کہ اس عورت کا عقیدہ تھا کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کرنے پر حضور فریاد رسی کرتے ہیں جبھی تو اپنی تکلیف کا ذکر روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر کیا۔ بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خاں قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں

تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

ایک جاں نثار ماں

ابو قدامہ شامی کہتے ہیں کہ میں بعض جنگوں میں امیر لشکر تھا۔ میں ایک شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ثواب میں رغبت دلائی اور میں نے شہادت اور شہید کے فضائل بیان کئے۔ پھر لوگ منتشر ہو گئے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی قیام گاہ کو چلا اچانک دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت مجھے آواز دے رہی ہے۔

اس عورت نے آواز دی ''اے ابو قدامہ! تو میں نے دل میں کہا ضرور یہ شیطان کا کوئی مکر و حیلہ ہے'' تو میں نے کوئی جواب نہ دیا اور چلتا رہا (یہ ہی سلف صالحین کا طریقہ تھا وہ ہر غلط بات اور معصیت سے ڈرا کرتے تھے اور شیطانی وساوس اور اس کے فریب پر بہت زیادہ متنبہ تھے نفس کی لغزشوں، خواہشات اور خواہش کی سرکشی سے بچنا بہت اچھی طرح جانتے تھے)

اتنے میں اس عورت نے دوبارہ کہا: نیک لوگ اس طرح نہیں کرتے تھے تو میں رک گیا تو اس نے مجھے ایک رقعہ اور ایک بندھا ہوا تھیلا دیا اور روتی ہوئی چلی گئی تو میں نے رقعہ میں دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا۔

''آپ نے ہمیں جہاد کی دعوت دی اور ثواب کی ترغیب دی۔ میں جہاد پر جانے کی طاقت نہیں رکھتی، اس لیے میں نے اپنے وجود کی سب سے خوبصورت چیز کاٹ دی ہے۔ یہ میری چٹیا ہے اور یہ میں آپ کو اس لیے دے رہی ہوں تاکہ اس سے آپ گھوڑے کی لگام بنالیں شاید اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں آپ کے گھوڑے کی رسی میرے بالوں کو دیکھ کر میری مغفرت فرمادے۔''

جب صبح ہوئی اور جنگ چھڑی تو میں نے قتال کی صفوں میں ایک لڑکے کو دیکھا وہ لڑ رہا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس سے کہا کہ اے لڑکے تو ایک تو پیدل ہے اور کم عمر ہے مجھے ڈر ہے کہ گھوڑے جب دوڑیں گے تو تجھے کچل دیں گے تو اس جگہ سے پیچھے ہو جا۔ تو لڑکا کہنے لگا کیا تو مجھے پیچھے کے لیے کہہ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اے ایمان والو! جب تم کافروں سے لڑو تو پیٹھ پھیر کر (پیچھے) نہ بھاگو'' (الانفال/۱۵)

تو میں نے اسے اپنے ایک خچر پر سوار کرلیا، پھراس لڑکے نے مجھے کہا ''اے ابوقدامہ! مجھے تین تیر اُدھار دے دو'' تو میں نے کہا: یہ قرض لینے کا کون سا وقت ہے؟ تو اس نے بہت ضد کی تو میں نے کہا: ایک شرط پر دوں گا کہ اگر اللہ تعالیٰ شہادت کا انعام دیا تو میں تیری شفاعت میں ہوں گا۔اس نے کہا ٹھیک ہے۔

میں نے اسے تین تیر دے دیئے اس نے تیر اپنی کمان میں چڑھایا اور کہا ''السلام علیك یا ابا قدامه'' اور تیر چلا دیا اور ایک رومی مارا گیا۔اس نے دوسرا تیر چڑھایا پھر کہا''السلام علیك یا ابا قدامه'' اور تیر چلا دیا ایک اور رومی مارا گیا۔اس نے تیسرا تیر بھی چلا دیا اور کہا''ابو قدامه السلام علیك'' یہ الوداعی سلام ہے۔اتنے میں ایک تیر آیا اور اس کی آنکھوں کے درمیان لگا اس نے اپنا سر زمین پر ٹکا دیا میں آگے بڑھا اور اسے کہا ''ہمیں نہ بھولنا'' اس نے کہا ہاں لیکن میرا ایک کام کرنا وہ یہ کہ جب تم شہر میں داخل ہو تو میری ماں کے پاس جانا اور میری یہ تھیلی اسے دے دینا اور اسے میری شہادت کی خبر دینا۔میری ماں وہی عورت ہے جس نے اپنے بال تمہارے گھوڑے کی زین کے لیے دیئے تھے اسے میرا اسلام کہنا اس سے پہلے سال اسے میرے والد کا صدمہ پہنچا تھا اور اس سال میرا صدمہ پہنچا ہے یہ کہہ کر وہ شہید ہو گیا۔

میں نے اس کی قبر کھودی اسے دفن کیا، جب ہم اس کی قبر سے ہٹنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے تو قبر نے اسے پھینک دیا اور وہ زمین پر آ گیا۔ یہ دیکھ کر میرے ساتھیوں نے نے کہا کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید اپنی ماں کی اجازت کے بغیر آ گیا تھا،تو میں نے کہا کہ زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے۔پھر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو میں نے ایک آواز سنی ''اے ابوقدامہ! اللہ کے ولی کو چھوڑ دو'' تھوڑی ہی دیر میں اس پر سفید پرندوں کی ٹولی اتری اور اسے کھا گئی۔

جب میں شہر آیا تو میں اس کی ماں کے گھر پہنچا جب دروازہ بجایا تو اس کی بہن آئی جب اس نے مجھے دیکھا تو واپس لوٹ گئی اور اپنی ماں سے بولی: امی! یہ ابوقدامہ ہے اس کے ساتھ میرا بھائی نہیں آیا، پہلے سال ابا بچھڑ گئے اور اس سال بھائی بچھڑ گیا پھر اس کی ماں نکلی اس نے کہا 'تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارک باد دینے؟ میں کہا کیا مطلب؟ اس نے کہا اگر وہ مر گیا

ہے تو مجھ سے تعزیت کرو اگر وہ شہید ہوا ہے تو مجھے مبارک باد دو۔

(دیکھا! اس عورت کے ساتھ اسلام نے کیا کیا؟ اس نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سنی مگر نہ روئی نہ سینا پیٹا نہ گال پیٹے نہ اپنے کپڑے پھاڑے اور نہ تیز آواز سے چیخی بلکہ صدمہ کی بات مطمئن دل اور ایمان والے راضی نفس کے ساتھ سنی کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ اللہ نے اسے یہ تحفہ دیا تھا اور اسی نے اپنا تحفہ واپس لے لیا اور سارے کام اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے۔)

ابو قدامہ کہتے ہیں:

میں نے اسے کہا کہ نہیں بلکہ وہ شہید ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اس کی ایک علامت تھی کیا تو نے دیکھی؟ میں نے کہا ہاں زمین نے اسے قبول نہیں کیا پرندوں نے اتر کر اس کا گوشت کھالیا اور ہڈیاں چھوڑ دیں تو میں نے انہیں دفن کر دیا اس کی ماں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ میں نے اس کی تھیلی اسے دی اس نے اسے کھولا اور اس میں سے بالوں کا ایک جبہ اور لوہے کی زنجیر نکالی اور کہا: جب رات ہوتی تھی تو وہ اس جبہ کو پہن کر خود کو اس زنجیر سے باندھ لیتا تھا اور اپنے آقا (جل جلالہ) سے سرگوشی کرتا اور اپنی مناجات میں کہتا کہ ''اے اللہ مجھے پرندوں کے پیٹ سے اُٹھانا''۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرما لیا۔ (مومنات کا قافلہ اور ان کا کردار۔ ص: ۲۰۸)

سبحان اللہ! وہ کتنی عظیم ماں تھی اور ان کا بیٹا بھی کتنا عظیم تھا۔ اللہ عزوجل تمام خواتین میں ویسا ہی جذبہ پیدا فرمائے۔

ایک عورت کا خوف

پرانے زمانہ میں ایک اللہ تعالیٰ کی مقبول بندی تھی۔ ایک بدمعاش اس کے گھر میں گھس آیا اور اسے اپنے ناپاک ارادہ کی تکمیل کے لیے مجبور کرنے لگا۔ اس عورت نے اسے لاکھ سمجھایا۔ خدا سے ڈرایا مگر وہ باز نہ آیا اور اس سے کہا کہ سب دروازے بند کر آؤ۔ وہ اللہ کی بندی اٹھی اور ڈیوڑھی میں جا کر تھوڑی دیر رک کر وہیں سے بولی۔

لگی کہنے کہ ہر دروازہ میں نے بند کر ڈالا
مگر ہوتا نہیں ہے بند مجھ سے درِ خدا والا

یعنی سب دروازے تو بند کر لیے مگر مجھے بتا کہ خدا کے دروازے کو کیوں کر بند کروں؟ وہ تو بہر حال ہمیں دیکھے گا۔ سبحان اللہ! دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ اس شخص کے دل پر یہ بات اثر کر گئی اور اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو گیا اور وہیں معافی مانگنے لگا اور تائب ہو کر وہاں سے نکل گیا۔

یاد رکھیں کہ اگر عورت اپنے وجود کو گناہ سے بچانا چاہے تو مرد کبھی اپنی مراد پوری نہیں کر سکتا۔ قربان جائیے! اللہ کی اس نیک بندی کے خوفِ خدا پر کہ اس نے کتنی حکیمانہ بات کہی جس سے اللہ عزوجل نے مرد کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی اور وہ برے ارادے سے باز آ گیا۔

حضرت رابعہ عدویہ بصری

حضرت رابعہ عدویہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ کا بیان ہے کہ آپ ساری رات نوافل میں مشغول رہتیں۔ طلوع فجر کے قریب مصلیٰ پر بیٹھی بیٹھی اونگھ سی لے لیتیں یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی تو گھبرا کر پکار اٹھتیں اے نفس! تو کب تک سوتا رہے گا۔ جاگ! عنقریب وہ وقت آنے والا ہے تو ایسا سوئے گا کہ ہنگامۂ محشر تک تجھے کوئی نہیں جگائے گا۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

وصال کے وقت تک حضرت رابعہ کا یہی معمول رہا۔ آپ کی ان گنت کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ سو رہی تھیں چور آیا اور آپ کے کپڑے اٹھا کر چلتا بنا مگر اسے گھر سے باہر نکلنے کے لیے دروازہ دکھائی نہ دیا وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ غیب سے آواز آئی: کیا ہوا اگر محبّ سو رہا ہے محبوب تو جاگتا ہے انسان بن کر کپڑے رکھ دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو کسی صالحہ نے خواب میں دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بخشش و کرم سے نوازا اور جس جبہ کا تم نے مجھے کفن دیا تھا اسے عرش کا پرچم بنا دیا گیا ہے اور فرشتے اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا

مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قدس شریف میں ۱۳۵ ہجری کو وصال ہوا اور وہیں ان کی مزار انور ہے۔ (نزہۃ المجالس)

سبحان اللہ! سچ ہے اگر دل میں سچی محبت ہو تو انجام بہتر ہی ہوتا ہے۔

نورانی عورت

حضور ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک نور دیکھا جو آسمان تک بلند ہو رہا تھا۔ میں نے طواف ختم کیا تو ایک نورانی عورت کو دیکھا جو پردہ کعبہ کو پکڑ کر یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

اَنُتَ تَدُرِیُ مَنُ حَبِیُبِیُ　　مَنُ حَبِیُبِیُ اَنُتَ تَدُرِیُ

قَدُ کَتَمُتُ الُحُبَّ حَتّٰی　　ضَاقَ بِالُکِتُمَانِ صَدُرِیُ

''اے میرے حبیب! تو جانتا ہے کہ میرا حبیب کون ہے، میں نے محبت کو چھپایا یہاں تک کہ اس رازداری سے میرا سینہ تنگ ہو گیا۔''

پھر اس نے روتے ہوئے یوں دعا مانگنا شروع کیا۔ الٰہی! تجھے اس محبت کا واسطہ ہے جو تجھے مجھ سے ہے۔ میری مغفرت فرما دے'' میں نے اس نورانی عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! یوں کہو کہ تجھے اس محبت کا واسطہ ہے جو مجھے تم سے ہے۔ تم جو یوں کہہ رہی ہو کہ جو محبت تمہیں مجھ سے ہے، یہ تمہیں کیسے پتہ چل گیا۔ تو وہ بولی اے ذوالنون! قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی ''فَسَوُفَ یَاتِیُ اللّٰہُ بِقَوُمٍ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ وَیُحِبُّوُنَہٗ''

دیکھ لو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پنے اپنی محبت کا ذکر فرمایا ہے اور یوں فرمایا ہے کہ اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے'' گویا جو اللہ سے محبت کرتے ہیں ان سے پہلے اللہ محبت فرماتا ہے۔

میں نے کہا تم نے میرا نام کیسے جان لیا۔ وہ بولی جو خالق کو جان لے وہ مخلوق کو کیوں نہ جان لے گا۔ پھر اس نے کہا: ذرا اس طرف دیکھنا۔ میں نے دوسری طرف منہ موڑ لیا تو وہ نظروں سے غائب ہو گئی۔ (روض الریاحین ص ۲۱۹)

حسین لونڈی

ایک نہایت ہی حسین لونڈی حمام خانہ سے نکلی۔ ایک نوجوان اسے دیکھ کر فریفتہ ہو گیا اور اس کے سامنے آ کر کہا "زَیَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِیْنَ" یعنی ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لئے زینت دی۔ اس لونڈی نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی "وَحَفِظْنٰهَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ"۔ یعنی ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی۔ پھر وہ جوان بولا۔ نُرِیْدُ اَنْ نَّأْکُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا۔ یعنی ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں اور ہمارے دل کو آرام ہو۔ لونڈی پھر بولی۔ "لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"۔ یعنی ہرگز نہ پاؤ گے بھلائی کو جب تک کہ خرچ نہ کرو اس سے جو تم دولت رکھتے ہو۔ جوان نے یوں جواب دیا۔ "وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا"۔ یعنی جن کو وہ چیز نہ ملے جس سے نکاح ہو سکے (تو وہ لوگ کیا کریں؟) اس لونڈی نے فوراً جواب دیا۔ اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ" یعنی وہ اس سے دور رہیں گے۔ بالآخر جوان نے ہار کر اور تنگ آ کر کہا۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْکَ "تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس لونڈی نے فوراً جواب دیا۔ وَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ"۔ یعنی (تجھ) مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر (لعنت) ہے۔ اس کے بعد وہ جوان منہ کی کھا کر خاموش ہو گیا اور ذلیل و خوار ہو کر چلا گیا۔ (سچی حکایات حصہ سوم، ص:۱۸۴)

خواتین اسلام! دیکھا آپ نے کہ قرآن پاک کا علم اس باندی کی عزت و عصمت کا محافظ بن گیا آپ بھی قرآن و حدیث کے علوم سیکھ کر اپنی عزت و حرمت کا سامان کر سکتی ہو۔

تین لونڈیاں

مامون رشید کو ایک مرتبہ ایک لونڈی کی ضرورت پیش آئی تو اس نے اعلان کیا۔ تو اس کی خدمت میں تین لونڈیاں حاضر ہوئیں اور تینوں سامنے کھڑی ہو گئیں۔ بادشاہ نے دیکھا تو کہا مجھے تو ایک درکار ہے اور تم تین ہو۔ اچھا میں تم تینوں سے انتخاب کر لیتا ہوں۔ تینوں لونڈیاں سامنے ایک صف میں کھڑی تھیں۔

بادشاہ جب انتخاب کے لئے اٹھا تو پہلی بولی:

"وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ"۔

پہلی نے جب یہ آیت پڑھی تو دوسری جو دونوں کے وسط میں کھڑی تھی بولی:

”وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ۔“

تیسری سب سے آخر کھڑی تھی اس نے حسب ذیل آیت پڑھ لی:

”وَالْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی“

مامون رشید تینوں پر بڑا خوش ہوا اور تینوں کو خرید لیا۔ (لولوالشرع ص ۹۴ بحوالہ سچی حکایات)

کتنا فرق ہے کل کی عورتوں میں اور آج کی عورتوں میں؟ کل کی عورتیں باندی ہو کر قرآن سے اپنا رشتہ مضبوط رکھتی تھیں مگر آج کی عورتوں کا حال یہ کہ انہیں فلموں کے بے شمار گانے تو یاد رہتے ہیں مگر افسوس قرآن کی آیات پڑھنا اور انہیں یاد رکھنا نہیں آتا۔ خدارا! اپنی اس زندگی کے لمحات کو غنیمت سمجھو، کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی ہاتھ آئے۔

ایک عارفہ

حضرت عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں بیت المقدس جانا چاہتا تھا کہ راستہ بھول گیا۔ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی میں نے اس سے کہا اے مسافرہ! کیا تو بھی راستہ بھول گئی؟ اس نے غصہ میں آ کر جواب دیا کہیں عارف باللہ بھی مسافر ہو سکتا ہے؟ اور خدا کو دوست رکھنے والا بھی راہ بھولا ہوا کہلایا جا سکتا ہے؟ پھر کچھ توقف کے بعد بولی۔ لو میری لکڑی کا سِرا پکڑ لو اور آگے آگے ہو لو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی چلا ہوں گا کہ سامنے بیت المقدس کی چوٹیاں دھندلے غبار میں نظر آنے لگیں۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا بڑی بی! یہ کیا ماجرا ہے کہ اتنی جلدی ہم بیت المقدس پہنچ گئے؟ کہنے لگی: اے شخص! تیری رفتار زاہدوں جیسی ہے اور میری رفتار عارفوں جیسی ہے۔ زاہد سیّار اور عارف طیّار رہے۔ کہاں چلنے والا اور کہاں اڑنے والا! اتنا کہہ کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی۔ (نزہۃ المجالس)

یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان اپنے آپ کو رب کی محبت میں فنا کر دے، اور خواہشات نفسانیہ کو یکسر ترک کر دے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منصب ولایت پر صرف مرد حضرات فائز نہیں ہوتے بلکہ عورتیں بھی اس منصب پر فائز ہوتی ہیں۔

فاحشہ کی توبہ

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک فاحشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حسن دیا گیا ہے۔اس کی بدکاری بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ جب تک وہ سو دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔لوگ اس کے حسن کی وجہ سے اتنی بھاری رقم ادا کر کے بھی اس سے بدکاری کرتے۔

ایک مرتبہ ایک عابد کی اس عورت پر اچانک نظر پڑ گئی، اتنی حسین وجمیل عورت کو دیکھ کر وہ عابد اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس نے ارادہ کیا کہ میں اس حسین وجمیل عورت کا قرب ضرور حاصل کروں گا، جب اسے معلوم ہوا کہ ۱۰۰ دینار دیئے بغیر میری حسرت پوری نہیں ہوسکتی تو اس نے مطلوبہ رقم حاصل کرنے کے لیے دن رات مزدوری کی۔ کافی تگ ودو کے بعد جب ۱۰۰ دینار جمع ہو گئے تو وہ اس بدکار عورت کے پاس پہنچا اور کہا: اے حسن وجمال کی پیکر! میں پہلی نظر میں تیرا دیوانہ ہو گیا تھا تیرا قُرب حاصل کرنے کے لیے میں نے مزدوری کی اور اب سو دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔

یہ سن کر اس فاحشہ عورت نے کہا: ''اندر آجاؤ'' جب وہ عابد کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ حسین وجمیل عورت سونے کے تخت پر بیٹھی ہے۔اس نے عابد سے کہا: ''میرے قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کرلو میں حاضر ہوں، آؤ! میرے قریب آؤ! وہ عابد بے تاب ہو کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب تخت پر جا بیٹھا۔ جب وہ دونوں بدکاری کے لیے بالکل تیار ہو گئے تو اس عابد کی سابقہ عبادت اس کے کام آگئی اور اسے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آگیا۔ بس یہ خیال آنا تھا کہ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی، اس کی شہوت ختم ہو گئی اور اسے اپنے اس فعل بد کے ارادے پر بڑی شرمندگی ہوئی۔اس نے عورت سے کہا: مجھے جانے دو اور یہ سو دینار بھی تم اپنے پاس رکھو میں اس گناہ سے باز آیا۔اس عورت نے حیران ہو کر پوچھا ''آخر تمہیں کیا ہوا؟ تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارا حسن وجمال دیکھ کر میں دیوانہ ہو گیا ہوں اور میرا قُرب حاصل کرنے کے لیے تم نے بہت جتن کئے اب جبکہ تم میرے قُرب میں ہو اور میں نے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا ہے تو اب تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو آخر کیا چیز تمہیں میرے قرب سے مانع ہے؟

یہ سن کر اس عابد نے کہا: مجھے اپنے رب عزوجل سے ڈر لگ رہا ہے اور اس کا خوف تیری طرف مائل نہیں ہونے دے رہا، مجھے اس دن کا خوف دامن گیر ہے جب میں اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔ اگر میں نے یہ گناہ کرلیا تو کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سامنا کس طرح کرسکوں گا لہٰذا اب میرا دل تجھ سے اچاٹ ہو چکا ہے مجھے یہاں سے جانے دو۔

عابد کی یہ باتیں سن کر فاحشہ عورت بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی: اگر تم اپنی اس گفتگو میں سچے ہو تو میں بھی پختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہرگز نہیں بن سکتا میں تم ہی سے شادی کروں گی۔ عابد کہنے لگا: تم مجھے چھوڑ و مجھے بہت گھبراہٹ ہورہی ہے۔ عورت نے کہا: اگر مجھ سے شادی کرلو میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔ عابد نے کہا: جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں تم سے شادی کے لیے تیار نہیں۔ عورت نے کہا: اچھا! ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی۔ پھر وہ عابد سر پر کپڑا اڈالے منہ چھپائے شرمندہ شرمندہ وہاں سے نکلا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔

فاحشہ عورت کے دل میں اس عابد کی باتیں اثر کرچکی تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرلی پھر اس نے اپنے شہر کو خیر باد کہا اور اس عابد کے بارے میں پوچھتی پوچھتی بالآخر اس کے گھر پہنچ گئی۔ لوگوں نے عابد کو بتایا کہ فلاں عورت تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ عابد باہر آیا جیسے ہی اس کی نظر عورت پر پڑی تو ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی۔ عورت اس کی طرف بڑھی تو دیکھا کہ اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔ وہ بہت غمزدہ ہوئی اور اس نے لوگوں سے پوچھا: کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ بہت غریب ہے۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا: میں تو اس نیک عابد سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن یہ تو دنیا سے رخصت ہوگیا اب میں اس کی محبت میں اس کے بھائی سے شادی کروں گی۔

چنانچہ اس عورت اور عابد کے بھائی کی شادی ہوگئی، اللہ رب العزت نے انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی اور ان کے یہاں سات بیٹے ہوئے جو سب کے سب اپنے زمانے کے مشہور ولی بنے۔ (عیون الحکایات مترجم)

معلوم ہوا کہ اچھوں کی صحبت اچھائی کا جذبہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور اچھوں کی صحبت

سے آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، یاد رہے کہ جب تک آخرت میں جواب دہی کا تصور دل ودماغ پر نہ چھا جائے گناہوں سے دامن کا بچانا مشکل ہوتا ہے۔اس واقعہ سے سچی توبہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے

معرفت الٰہی رکھنے والی بوڑھی عورت

حضرت سیدنا عثمان رجائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں کسی ضروری کام کے سلسلے میں بیت المقدس سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی جس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور اُون ہی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: بیٹا! تم کہاں سے آرہے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے بتایا: میں بیت المقدس سے آرہا ہوں اور فلاں گاؤں کسی کام کے سلسلے میں جارہا ہوں''۔اس بوڑھی عورت نے پھر پوچھا: جہاں سے تم آئے ہو اور جہاں جانے کا ارادہ ہے ان دونوں علاقوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ میں نے کہا: تقریباً اٹھارہ میل کا فاصلہ ہوگا۔وہ بولی: بیٹے! پھر تو تمھارا کام بہت ضروری ہوگا جس کے لئے تم نے اتنی مشقت برداشت کی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! مجھے واقعی بہت ضروری کام ہے۔اس نے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: میرا نام عثمان ہے۔وہ کہنے لگی ''اے عثمان! تم جس گاؤں میں اپنے کام سے جارہے ہو اس کے مالک سے عرض کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمھیں تھکائے بغیر تمھاری حاجت پوری کردے اور تمھیں سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرنی پڑیں۔

میں اس کلام سے اس ضعیف عورت کی مراد نہ سمجھ سکا اور کہا: میرے اور اس بستی کے مالک کے درمیان کوئی خاص تعلق نہیں کہ وہ میری حاجت کو اس طرح پوری کردے۔اس عورت نے پھر پوچھا: اے عثمان وہ کون سی چیز ہے جس نے تجھے اس گاؤں کے مالک حقیقی کی معرفت سے نابلد کر رکھا ہے اور تمھارا اس مالک سے رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔

اب میں اس بوڑھی عورت کی مراد سمجھ گیا کہ مجھے یہ کیا سمجھانا چاہتی ہے یعنی یہ میری توجہ اس بات کی طرف دلا رہی ہے کہ خالق کائنات عزوجل سے اپنا تعلق مضبوط کیوں نہیں رکھا اور تو اس کی معرفت میں اب تک کامل کیوں نہیں ہوا؟ جب مجھے اس کی بات سمجھ میں آئی تو میں رونے لگا۔اس بڑھیا نے پوچھا: اے عثمان! تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا کوئی ایسا کام ہے تو نے وہ سرانجام دیا اور اب

تو اُسے بھول گیا یا پھر کوئی ایسی بات ہے کہ پہلے تو اسے بھولا ہوا تھا اب وہ تجھے یاد آ گئی؟ میں نے کہا: واقعی اب تک میں غفلت میں تھا اور اب خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہوں۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا: شکر ہے اس پاک پروردگار عزوجل کا جس نے تجھے غفلت سے بیدار کیا اور اپنی طرف راہ دی۔

اے عثمان! کیا تم اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ میں اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے پھر پوچھا: کیا تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو؟ میں نے کہا: اللہ عزوجل کی قسم! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ بڑھیا نے کہا: اے عثمان! جس پاک ذات سے تم نے محبت کی ہے کیا تم جانتے ہو کہ اس نے تمہیں کس کس نعمت سے نوازا اور کون سی کون سی بھلائیاں عطا فرمائیں؟ میں اس بات کا جواب نہ دے سکا اور خاموش رہا۔ اس نے کہا: اے عثمان! شاید تو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی محبت کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اس پر بھی میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا اور میں نے رونا شروع کر دیا مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا جواب دوں۔

میری اس حالت کو دیکھ کر اُس عظیم بوڑھی عورت نے کہا: اے عثمان! اللہ رب العزت اپنی حکمت کے چشمے اپنی معرفت کی دولت اور اپنی پوشیدہ محبت نالائقوں کو عطا نہیں فرماتا، وہ نااہلوں سے یہ تمام نعمتیں دور رکھتا ہے۔

میں نے اس عظیم عورت سے عرض کی: آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے پھر اس عورت سے دعا کے لیے عرض کی تو اس نے کہا: اے عثمان! وہ پاک پروردگار عزوجل تو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں سے باخبر ہے کہ کون اس سے کتنی محبت کرتا ہے اور کون اس کی محبت کا طالب ہے؟ اے عثمان! تم اپنے مطلوبہ کام کے لیے جاؤ۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اپنی معرفت کے سلب ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو ایسے ایسے عجائبات ظاہر کرتی کہ تو حیران رہ جاتا۔ پھر اس نے ایک آہِ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہنے لگی: اے عثمان! جب تک تم خود اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے نہیں تڑپو گے اس وقت تک تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تمہیں غم سے اس وقت تک تسکین حاصل نہیں ہوگی جب تک تم خود نہیں چاہو گے۔ بندہ ہمیشہ اپنی سچی طلب اور شوقِ کامل سے اپنی منزل کو پاتا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد وہ عظیم عورت وہاں سے رخصت ہوگئی۔ حضرت سیدنا عثمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب بھی مجھے اس بوڑھی عورت کی وہ باتیں اور ملاقات یاد آتی ہے تو میں بے اختیار رونے لگتا ہوں اور مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ (عیون الحکایات)

غور کریں کہ ایک ضعیفہ خاتون کی کتنی حکیمانہ باتیں تھی اور وقت کے عظیم ولی کامل کو کتنا حیران وششدر کر دیتی ہیں یہ حال درحقیقت غیر کی محبت کو سل سے نکال کر صرف اور صرف اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو دل میں بٹھانے سے نصیب ہوتا ہے۔

بہترین انجام تقویٰ کا ہے

ابو عبداللہ بن جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص کسی کام سے شہر سے باہر گیا۔ اس کی ایک بیوی تھی اس شخص نے اپنے بھائی کو اس کی خبر گیری اور ضروریات کی فراہمی کے لیے وضیت کی، تو اس کا بھائی اس کے پاس آتا اور ضروریات کی اشیا پوچھ کر فراہم کرتا ایک دن اس کی نظر عورت پر پڑ گئی تو اس کی نیت خراب ہوگئی۔ اس نے عورت کو بہکانے پھسلانے کی کوشش کی مگر عورت نے منع کر دیا، اس نے دھمکی دی کہ اگر تو میری بات نہ مانے گی تو تجھے قتل کر دوں گا، عورت نے کہا میں نہیں مانوں گی اور تیری کوئی بات نہیں سنوں گی تو جو چاہے کر لے۔

اس کی بات سن کر اس کا دیور خاموش ہو گیا مگر جب اس کا بھائی آیا تو اس نے اس سے حال احوال پوچھے اور اس نے اپنی بھابھی پر الزام لگا دیا اور کہا کہ بھائی! تجھے معلوم ہے کہ تیری بیوی نے مجھے غلط بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی؟ اور اس نے یہ کیا وہ کیا وغیرہ۔ بھائی نے کہا، کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا جو کہہ رہا ہوں سچ ہے۔

جب شوہر گھر میں آیا تو اس کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے اپنے بھائی کی بات کی تصدیق کرے یا پوچھے۔ اس نے رات کو بیوی کو تلوار سے گھائل کر دیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر چکی ہے تو وہاں سے چلا گیا۔

مگر عورت میں ابھی جان باقی تھی وہ لڑکھڑاتی ہوئی وہاں سے چلی اور ایک راہب کے گرجے کے پاس پہنچ گئی۔ راہب نے جب اس کے کراہنے کی آواز سنی تو وہ نیچے اترا اور عورت کو زخمی دیکھا تو اپنے حبشی غلام کو آواز دی اور دونوں مل کر اسے گرجا گھر میں اٹھا لائے اور مسلسل اس کا علاج کیا حتی کہ

عورت تندرست ہوگئی۔

اس راہب کا ایک چھوٹا بچہ تھا جس کی ماں مر چکی تھی۔ راہب نے کہا کہ اگر تو جانا چاہے تو اس بچے کو بھی لے جا اور اگر یہیں رہنا چاہے تو یہیں رہتی رہ۔ تو عورت نے کہا: میں یہاں رہ کر ہمیشہ تیری خدمت کروں گی۔

اس کے بعد یہ عورت راہب کے بیٹے کی پرورش کرنے لگی ایک دن اس کے حبشی غلام کی نیت خراب ہوگئی اس نے عورت کو کہا کہ اگر میری بات نہ مانے گی تو تجھے قتل کر دوں گا عورت نے کہا تیری بات میں ہرگز نہیں مانوں گی تو جو چاہے کر لے۔ جب رات ہوئی تو حبشی غلام نے اس کے پاس سوئے ہوئے راہب کے بچے کو قتل کر دیا۔ اور راہب کے پاس جا کر بولا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس خبیث عورت نے کیا کیا؟ راہب گھبرا گیا اس نے پوچھا بتاؤ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ اس عورت نے تیرے بیٹے کو ذبح کر دیا ہے۔ یہ سن کر راہب وہاں آیا اور اس نے اپنے بیٹے کو خون میں لت پت دیکھا تو عورت سے پوچھا یہ سب کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ البتہ تیرے غلام نے مجھے قتل کی دھمکی دی تھی۔ یہ کہہ کر اس نے پورا واقعہ بتا دیا۔

راہب نے کہا کہ مجھے تیرے معاملے میں شک ہو گیا ہے اب تیرا یہاں رہنا مجھے پسند نہیں۔ یہ پچاس دینار لے اور جہاں تجھ سے ممکن ہو سکے وہاں چلی جا یہ عورت وہ دینار لے کر چل پڑی حتی کہ ایک بستی میں آ کر رکی وہاں دیکھا کہ ایک شخص کو سولی دی جا رہی ہے وہاں حاکم اور لوگ جمع ہیں اس عورت نے حاکم سے کہا کہ میں اگر تجھے پچاس دینار دوں تو کیا اس شخص کو چھوڑ دے گا؟ اس نے کہا لاؤ مجھے دینار دو۔ اس نے پچاس دینار حاکم کو دیئے اور اس نے آدمی کو چھوڑ دیا۔

اس بچنے والے شخص نے کہا کہ جو کچھ تو نے میرے لیے کیا ہے ایسا کوئی کسی کے لیے نہیں کرتا میں تجھ سے الگ نہیں ہوں گا بلکہ زندگی بھر تیری خدمت کروں گا۔ اس کے بعد یہ دونوں چلتے چلتے سمندر کے کنارے آ گئے۔ لوگ کشتیوں میں سوار ہو رہے تھے لہٰذا یہ دونوں بھی سوار ہو گئے۔ یہ عورت خوبصورت بھی تھی، جب کشتی والوں نے اسے دیکھا تو آدمی سے پوچھا کہ یہ عورت تیری کیا لگتی ہے؟ اس نے کہا میری غلام ہے۔ پوچھنے والے کی نیت خراب ہوگئی۔ اس نے پوچھا۔ کیا تو اسے بیچے گا؟ اس نے کہا مجھے اس کی فروخت پسند نہیں کیوں کہ اگر میں فروخت کروں گا اور جب اس عورت کو معلوم

ہوگا تو اسے تکلیف ہوگی کیوں کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور اس نے مجھ سے عہد بھی لیا ہے کہ میں اسے فروخت نہیں کروں گا۔ دوسرے شخص نے کہا چپ چاپ سے بیچ کر چلا جا اور اسے مت بتا اس طرح اس نے عورت کو بیچ دیا اور ڈھیر سارا مال واسباب لے کر چلا گیا۔ اس خرید وفروخت پر کشتی کے مسافر گواہ بن گئے اور عورت زنانے حصے میں تھی اسے کچھ پتہ نہ چلا۔

جب کچھ سفر طے ہو گیا تو خریدنے والے نے اٹھ کر اس عورت کو بتایا کہ میں نے تجھے خرید لیا ہے تو یہ عورت بولی: اے اللہ! سے ڈر میں تو آزاد عورت ہوں۔ آدمی نے کہا اپنی بات چھوڑ وہ تیرا مالک تھا چھوڑ گیا ہے اب تو اسے پا نہیں سکتی۔ اتنے میں کشتی کے دوسرے مسافر بھی آ گئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کی دشمن! اس شخص نے تجھے خریدا ہے ہم اس کے گواہ ہیں۔ اس عورت نے کہا تمہارا ستیاناس ہو۔ اللہ سے ڈرو میں ایک آزاد عورت ہوں اور میرا کوئی مالک ہرگز نہیں ہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ اُٹھ اور اس عورت کی عزت خراب کر دے ورنہ یہ نہیں مانے گی۔ یہ آدمی بری نیت سے اس کی طرف بڑھا تو اس عورت نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی اور ان لوگوں کے لیے بددعا کی۔ اچانک کشتی الٹ گئی اور اس عورت کے سوا کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔

ساحل پر ایک بادشاہ نے اس عورت کو بچایا اور پھر اس سے اس کے حالات پوچھے اور پھر اس کو شادی کا پیغام دے دیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ایک قصہ ہے اس لیے میرے لیے شادی جائز نہیں ہے۔ بادشاہ نے اسے اپنے گھر میں عزت سے رکھا اور جب کبھی اُمور مملکت میں کوئی پریشانی ہوتی یہ اس سے آ کر مشورہ کرتا اور اس کے مشورے میں برکت پاتا۔ حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ تو اس نے اپنے اہل مملکت کو جمع کیا اور پوچھا۔ میں تمہارے لیے کیسا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ''رحم دل باپ کی طرح تھا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے'' پھر اس نے پوچھا کہ میرے احکامات اور فیصلے شروع سے آخر کیسے تھے؟ لوگوں نے کہا: نہایت سمجھداری اور دانشمندی کے فیصلے تھے۔

بادشاہ نے کہا کہ میرے فیصلے اس عورت کے مشورے سے ہوئے تھے اور میں نے تمہارے بارے میں ایک اور فیصلہ کیا ہے لوگوں نے پوچھا کیسا فیصلہ؟ تو بادشاہ نے کہا کہ میرے بعد حکمران یہ عورت ہوگی۔ لوگوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ عورت ان کی ملکہ بن گئی۔ بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔

عورت نے تمام لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا تا کہ لوگ اس سے بیعت کر لیں۔ لوگ جمع

ہونے لگے اور یہ دیکھتی رہی اس کے سامنے سے اس کا شوہر اور دیور گزرے اس نے حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کرو۔اس کے بعد سولی سے بچنے والا شخص گزرا اس نے اسے بھی علیحدہ کھڑا کر دیا پھر راہب اور اس کا غلام گزرے پھر اس نے انہیں بھی علیحدہ کرلیا۔ پھر سب لوگ چلے گئے تو اس نے ان لوگوں کو بلوایا اور اپنے شوہر سے مخاطب ہو کر بولی۔

کیا تو مجھے جانتا ہے؟ شوہر نے کہا نہیں واللہ صرف اتنا کہ تو ہماری ملکہ ہے۔اس نے کہا میں فلانہ ہوں تیری بیوی ہوں اور تیرے بھائی نے مجھ سے ایسا سلوک کیا تھا۔اس نے اس کی بات بتائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ جب سے میں تجھ سے جدا ہوئی ہوں میرے قریب کوئی مرد نہیں آیا۔ پھر اس بھائی کو بلوا کر اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر اس نے راہب کو بلایا اور کہا جن چیزوں کی ضرورت ہو مجھ کو بتا دینا اور راہب کو اس کے غلام اور اس بچے کے قتل کا واقعہ بتایا پھر غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔اس کے بعد اس نے سولی سے بچ نانے والے شخص کو بلوایا اور اسے قتل کئے جانے اور سولی پر چڑھائے جانے کے احکامات جاری کئے۔

مذکورہ واقعہ سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ جب عورت دین پر استقامت کا مظاہرہ کرتی ہے تو اللہ عزوجل اس کی غیب سے ایسی مدد کرتا ہے جس کا تصور مشکل ہے جیسا کہ آپ نے مذکورہ واقعہ میں پڑھا۔

لونڈی کی قیمت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ کے بازار میں گئے تو ایک لونڈی بکتی نظر آئی۔آپ نے اس کے مالک سے پوچھا کہ اس کی کیا قیمت ہے؟ مالک نے کہا: میاں چھوڑو تم اس بات کو تم ایک درویش آدمی ہو تم اس کی قیمت نہ دے سکو گے۔فرمایا کہ یہ بچاری کیا مال ہے میں نے بڑی بڑی لونڈیوں کا بیعانہ دے رکھا ہے۔اس تمہاری لونڈی کی قیمت مجھ سے جو پوچھو تو کھجور کی دو گٹھلیاں ہیں اور وہ اس لیے کہ اس میں کئی عیب ہیں۔ دو دن عطر نہ لگائے تو کپڑوں سے بدبو آنے لگے۔ نہائے نہ تو سارا بدن میلا ہو جائے۔ مسواک نہ کرے تو گندہ دہن ہو جائے۔ سر نہ دھوئے تو سر کے بالوں میں جوئیں پڑ جائیں۔ عمر زیادہ ہو جائے تو بڑھیا کہلانے لگے۔کسی مہینے ایام سے خالی نہیں۔ بیت الخلا جاتی ہے تو اندر سے گندگی نکلتی ہے۔ بھائی جان! میں نے ان لونڈیوں کا بیعانہ دے رکھا ہے جو مشک و کافور اور سراسر نور سے پیدا

ہوئی ہیں۔جن کا لعابِ دہن دریائے شور کو میٹھا کر دے،جن کا تبسم مردے کو زندہ کر دے،جن کی خوشبو سے جہان معطر ہو جائے اور جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی: ”حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ“ یہ جنت کی حوریں ہیں۔اس شخص نے پوچھا کہ ایسی لونڈیوں کی کیا قیمت ہوگی۔فرمایا: خواہشات نفسانی کا ترک اور تہجد کی نماز پڑھنی۔اس شخص کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ تمام لونڈیوں، غلاموں کو آزاد کر کے خدا کے ذکر میں مشغول ہو گیا اور وہ عابد و زاہد بن گیا۔(نزھۃ المجالس)

چچازاد بہن بی بی

ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر قبرستان میں ایک شخص پر ہوا جس کا نام اسحاق تھا وہ ایک قبر کے پاس بیٹھا زار و قطار رو رہا تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو بولا یہ قبر میری چچازاد بہن بیوی کی ہے۔مجھے اس سے بڑا پیار تھا اب میں اس کی قبر سے جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر کہو تو میں اسے اللہ کے اذن سے زندہ کر دوں۔اس نے کہا ہاں ضرور ایسا کر دیجیے۔آپ نے اس قبر پر کھڑے ہو کر کہا حکم الٰہی سے اٹھ کھڑا ہو۔قبر پھٹی اور اس میں سے ایک کالے رنگ کا غلام نکل آیا۔اس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا ’لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ‘ آگ بجھ گئی اور وہ عذاب سے بچ گیا۔اس شخص نے کہا یہ مجھ سے غلطی ہو گئی میری بیوی کی قبر یہ نہ تھی وہ ساتھ والی قبر ہے۔آپ نے وہاں پہنچ کر بھی یہی کہا کہ قم باذن اللہ، قبر والے اٹھ کھڑا ہو۔قبر پھٹی اور اس میں سے ایک خوب صورت عورت زندہ ہو کر نکل آئی۔اس شخص نے اسے دیکھتے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہی میری بیوی ہے اور بہت خوش ہوا چونکہ یہ دیر سے جاگا ہوا تھا لہٰذا وہیں سو گیا۔اس کے سونے کے بعد وہاں سے ایک شہزادہ گزرا جس پر یہ عاشق ہو گئی اور شہزادہ اس پر عاشق ہو گیا۔شہزادہ نے فوراً اسے اپنے گھوڑے پر بٹھایا اور اسے لے کر چلا گیا۔ادھر خاوند کی آنکھ کھلی تو اپنی عورت کو نہ پا کر تلاش کرنا شروع کیا۔ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسے شہزادہ کے پاس مل گئی۔اس نے شہزادہ سے کہا: یہ تو میری بیوی ہے۔شہزادہ نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو یہ تو میری لونڈی ہے۔وہ عورت بھی کہنے لگی میں تو

تمھیں پہچانتی بھی نہیں تم بے جا مجھ پر تہمت لگاتے ہو۔ میں تو اس شہزادے کی لونڈی ہوں۔ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ شوہر نے کہا۔ یا روح اللہ! یہ میری بیوی وہی عورت ہے جسے آپ نے زندہ کیا تھا مگر اب شہزادہ اسے اپنی لونڈی بتاتا ہے اور یہ خود بھی کہتی ہے کہ میں تو تمھیں جانتی بھی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے کہا کہ تو وہ عورت نہیں جسے خدا کے حکم سے ہی میں نے زندہ کیا تھا؟ وہ بولی: نہیں۔ حضرت نے فرمایا: تو ہماری دی ہوئی چیز واپس کر دے۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اُس مرد کو دیکھنا چاہے جو کافر ہو کر مرا اور پھر خدا نے اسے زندہ کر کے ایمان کی حالت میں مارا تو اس کالے رنگ کے غلام کو دیکھے اور جو ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جو ایمان کی حالت میں مری پھر خدا نے اسے زندہ کیا اور وہ کفر کی حالت میں مری تو اس عورت کو دیکھ لے۔ (نزھۃ المجالس)

بُردہ عابدہ

حضرت عطار بن مبارک فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک عبادت گزار عورت رہتی تھی۔ جس کا نام بردہ تھا جب رات ڈھلنے لگتی اور پوری دنیا نیند کی آغوش میں پہنچ جاتی تو بستر چھوڑ کر اُٹھ جاتیں اور فرماتیں: ستارے ڈھلنے لگے۔ ایک دوسرے کے چاہنے والے آپس میں مل رہے ہیں لیکن اے میرے محبوب! میں تیری راہ میں بیٹھی ہوں تیری محبت کی روشنی میرے دل میں پھیل رہی ہے کیا اس پر بھی تو مجھے عذاب دے گا۔ حالانکہ تیری محبت میرے دل میں ہے۔ نہیں! نہیں! اے خدا! اے میرے محبوب! ایسا نہ کرنا۔ عطار کہتے ہیں: ان کی آواز میں بلا کا درد ہوتا تھا۔ (عورتوں کی حکایات)

آج کے دور میں خشیت ربانی بے پناہ ضروری ہے اور اس کے عذاب سے ڈرنا بھی بے حد ضروری ہے جب تک اس کا ڈر دل میں پیدا نہ ہوگا بندہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور نہ عزت کا حقدار۔

ایک عورت کا استغاثہ

اُمِ فاطمہ اسکندرانیہ کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ شریف آئی تو سفر کی صعوبت کی وجہ سے اس کے پاؤں متورم ہوگئے اور وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئی۔ روضہ اطہر کا طواف کر کے عرض کرتی ہے یا حبیبی یا رسول اللہ! لوگ گھروں کو لوٹ گئے میں رہ گئی ہوں، واپس جانے سے قاصر ہوں یا تو کسی صورت اہل وعیال کے پاس جانے کا اہتمام ہوجائے یا پھر ادھر ہی موت آجائے تا کہ بارگاہِ اقدس سے تعلق رہے۔ وہ ان کلمات کو دہراتی رہی تا آنکہ تین عرب جوانوں نے آواز دی: ہے کوئی جو مکہ شریف جانا چاہتا ہو؟ یہ سن کر فاطمہ نے فوراً جواب دیا: ہاں، میں جانا چاہتی ہوں۔ ایک جوان نے مجھ سے کہا: اٹھو میں نے کہا: میں اٹھ نہیں سکتی۔ اس نے کہا: پاؤں دراز کرو۔ پس میں نے پاؤں پھیلا دیئے میری حالت دیکھ کر وہ حیرت سے پکار اٹھے یہ تو وہی ہے۔ پھر ایک تیز رو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ شریف پہنچا دیا بعد ازاں ایک جوان سے اس واقعہ کی حقیقت پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا میں خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ فرما رہے تھے: اس معذور متورم عورت کو مکہ شریف پہنچا دو کیوں کہ یہ کئی دنوں سے میری بارگاہ میں استغاثہ کر رہی ہے۔ اس عورت کا بیان ہے کہ میں بہت آرام وسکون کے ساتھ مکہ شریف پہنچی۔ میرے پاؤں کی تکلیف بھی زائل ہو چکی تھی بعد ازاں بغیر کسی تکان کے سکندریہ پہنچ گئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اس دور کی عورتیں تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتی تھیں کہ دکھ درد میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتیں اور انہیں اس بات کا یقین بھی ہوتا کہ در اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر پریشانی کا حل بھی مل جاتا۔

اُمّ ایمن کی کرامت

ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے پاس زادراہ نہ تھا۔ جب مقام روحا کے قریب پہنچیں تو بہت شدت کی پیاس محسوس ہوئی فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر پروں کی آواز سنی، اوپر دیکھا تو ایک ڈول تھا جو آسمان سے ایک سفید رسی کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ میں نے اسے ہاتھوں میں تھام کر نوش کیا یہاں تک کہ میری پیاس بجھ گئی۔ اس واقعہ کے بعد میں سخت گرم دن میں روزہ رکھتی اور

دھوپ میں پھرتی مگر پیاس نہ لگتی۔ابن منیع نے اسے ایک اور سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔
(حجۃ اللہ علی العالمین)

کرامت زِنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیہقی حضرت عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی راہ میں شدید تکلیف برداشت کرنے والے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ ان میں سے ایک حضرت زنیرہ بھی تھیں۔ان کی بینائی جاتی رہی تھی ،انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت اذیتیں دی گئیں مگر وہ اسلام کے سوا ہر دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔مشرکوں نے کہا: لات وعزیٰ نے ان کی بینائی چھین لی تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔(حجۃ اللہ علی العالمین)

چونکہ اسلام کا مطالعہ انہوں نے خوب اچھی طرح سے کیا تھا اور رسمی مسلمان نہ تھے بلکہ حقیقی مسلمان تھے اس لیے اپنے خدا پر یقین کامل تھا لہٰذا ورغلانے اور طعنہ دینے والوں کی پرواہ کئے بغیر اللہ کی وحدانیت کا اقرار، ان کی بینائی کی واپسی کا ذریعہ بنی۔

اُمّ شریک دوسیہ کی کرامت

ابن سعد کی روایت ہے کہ اُمّ شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کی تو راستہ میں ایک یہودی ان کے ہمراہ ہوگیا۔ وہ حالت روزہ کے ساتھ تھیں۔شام ہوئی تو یہودی نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے اُمّ شریک کو پانی دیا تو میں تیرے ساتھ برا سلوک کروں گا چنانچہ اُمّ شریک رات بھر پیاسی رہیں آخر شب ایک ڈول ان کے سینے پر محسوس ہوا۔انہوں نے تھام کر اس میں سے پانی نوش کیا پھر دوسروں کو کوچ کے لیے اُٹھا دیا۔اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا: میں نے اس عورت کے پانی پینے کی آواز سنی۔اس کی بیوی نے جواب دیا خدا کی قسم! میں نے اس کو پانی نہیں دیا۔

تحیٰ کہتے ہیں کہ اُمّ شریک کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا جو آتا وہ اس کو عاریتاً دے دیتیں۔ایک شخص نے اس مشکیزہ کو خریدنا چاہا تو فرمایا: اس کو بیچنے کی ضرورت نہیں پھر اس میں

پھونک مار کر اسے دھوپ میں لٹکا دیا تو وہ گھی سے لبریز ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ایک انصاری عورت کی کرامت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لیے گئے۔ اس کی بوڑھی نابینا ماں اس کے پاس موجود تھی پھر کچھ دیر بعد اس جوان کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی ماں سے کہا اب صبر کرو اس نے پوچھا: کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ یہ سن کر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا دیئے اور دعا کی الٰہی! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے محبوب نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی کہ تو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا۔ اے اللہ! یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ یکا یک اٹھ بیٹھا پھر ہمارے ساتھ کھانا تناول کیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جنتی محل

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان لانے کی خبر جب فرعون نے سنی تو اس نے قصاب کو طلب کیا اور اسے حکم دیا اسے اسی طرح ذبح کر دو جیسے تم بکری کو ذبح کرتے ہو۔ فرشتے یہ کیفیت دیکھ کر پکار اٹھے الٰہی! یہ بیچاری خاتون فرعون کے عذاب میں پھنس چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو ہماری ملاقات کی مشتاق ہے۔ جب اس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبرئیل! اس کے لب جنبش کناں ہیں سن تو سہی کیا کہہ رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سبھی علم ہے۔ جبرئیل نے سنا تو کہا: الٰہی یہ ایک گھر کی طلب گار ہے۔ ارشاد ہوا اس کا امتحان بڑا سخت ہے لیکن اس کا صبر اس سے بھی اعلیٰ ہے لیکن اس کا سوال نہایت حقیر ہے۔ پھر ارشاد ہوا: سنو تو سہی اس کا مکان کہاں ہے اور کس کے پاس ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوئے: الٰہی وہ تو یہ کہہ رہی ہے اے میرے پروردگار! جنت میں اپنے پاس ہی میرا گھر بنائیے۔ اس وقت فرشتے عرض گزار ہوئے۔ یہ سوال تو بہت بڑا ہے اور گھر بھی شرافت والا ہے اس لیے کہ وہ آپ کے جوار میں ہے۔ بلکہ

آپ کے گھر ہی میں بنا ہے۔ ارشاد ہوا میں تو اس کی طلب سے پہلے ہی تیار کر چکا ہوں۔

بیان کرتے ہیں کہ وہ قصاب تو کھال کھینچ رہا تھا مگر حضرت آسیہ کی نظریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگی ہوئی تھیں۔ زبان پر اللہ اللہ جاری تھا۔

حضرت نووی کا بیان ہے کہ فرعون نے حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت وزنی پتھر پھینکنے کا حکم دیا۔ لوگ جب پتھر اُٹھائے اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگی: الٰہی! جنت میں اپنے جوار میں مجھے گھر عطا فرما دیجئے۔ چنانچہ اسی وقت اس کی نظر ایک عظیم الشان محل پر پڑی جو سفید موتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اسی حالت میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور لوگوں نے بے روح جسد پر پتھر دے مارا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سزا سے قبل ہی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیات دنیوی کے ساتھ ہی جنت میں پہنچا دیا تھا اور وہ وہیں خورد و نوش میں مشغول ہیں۔

حضرت نجم الدین نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ فرعون نے اسے دھوپ میں کھڑا کر دیا تھا لیکن فرشتوں نے آ کر اس پر سایہ کر دیا۔

حضرت ثعلبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جب فرعونی انہیں تکالیف پہنچا رہے تھے اسی اثنا میں حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو آسیہ نے انگلی کے اشارہ سے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے تکالیف کی شکایت کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اس کے بعد اسے کسی بھی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اس نے جنت میں اپنا محل ملاحظہ کیا تو مسکرانے لگی۔ فرعون بولا لوگو! دیکھو اس دیوانی کو سزا پانے میں بھی ہنس رہی ہے۔

قرطبی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے ''اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ'' (یعنی آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دو) ان لوگوں کی تعداد سوا لاکھ تھی۔ ان میں سوا حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور فرعون کے چچازاد بھائی حزقیل کے جو خفیہ طور پر ایمان لا چکے تھے کوئی بھی عذاب سے محفوظ نہ رہا۔ (نزہۃ المجالس: ص ۲۷۱،۲۷۲، ج ۱)

سبحان اللہ! اللہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد اس پر ثابت قدم رہنے پر اللہ کتنا کرم فرماتا ہے کہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی قوت اور پھر اس پر نجات بھی عطا فرماتا ہے۔ حضرت آسیہ نے دنیا کی ہر عورت کو یہ درس دیا کہ ہزار ہا ظلم وزیادتی ہو دین پر ثابت قدم رہنا اور کفر کی طرف کبھی نہ جانا لیکن افسوس آج بے شمار ایسے گانے ہیں جسے گنگنانے کر عورتیں اسلام سے نکل جاتی ہیں لیکن ان کو خبر اور احساس تک نہیں ہوتا۔

توبہ کرو اور بچو غیر اسلامی رسموں سے اور گانے گنگنانے سے ورنہ دنیا و آخرت میں سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو۔

دعا کا اثر

ایک صالح شخص کا بیان ہے: میں نے ایک لوہار کو دیکھا وہ گرم گرم لوہا آگ سے بلا واسطہ پکڑتا ہے اور نکال لیتا ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تمہیں آگ کیوں نہیں جلاتی اس کا سبب کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میرے ہمسائے میں ایک خوبصورت عورت رہتی تھی۔ مجھے اس سے محبت ہوئی۔ لیکن اس کی عفت و پارسائی کے باعث میں اس پر قابو نہ پاسکا۔ انہی دنوں قحط پڑ گیا۔ وہ میرے پاس روٹی طلب کرنے آئی، میں نے اپنی بری خواہش کا اظہار کیا، اس نے بھوکا رہنا پسند کیا مگر برائی کی طرف مائل نہ ہوئی۔ وہ مسلسل چار پانچ روز تک کھانے کی آرزو لیے آتی مگر میں نفس کی خواہش کا مطالبہ کرتا رہا تاہم ایک روز میں نے خوفِ خدا کرتے ہوئے اسے کھانا دیا۔ اس نے کہا: اگر للہ دیتے ہو تو درست ورنہ بھوکی مرجاؤں گی لیکن برائی کے قریب نہیں پھٹکوں گی۔ میں نے کہا: میں اب تجھے کھانا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دے رہا ہوں۔ اس نے کھانا سامنے رکھا اور یوں دعا کی: ''اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ صَادِقاً فَحَرِّمْہُ عَلَی النَّارِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَقَدْ اَجَابَ اللّٰہُ دُعَائَھَا'' الٰہی! اگر یہ سچا ہے تو اس پر دنیا اور آخرت میں آگ حرام فرمادے پس اس کی دعا قبول ہوئی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''مَنْ قَدَرَ عَلٰی اِمْرَاۃٍ اَوْ جَارِیَۃٍ حَرَاماً فَتَرَکَھَا مَخَافَۃً مِّنَ اللّٰہِ اٰمَنَہُ اللّٰہُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ النَّارَ وَاَدْخَلَہٗ

الُــجَــنَّـةَ“، جو شخص آزاد عورت یا کنیز کے ساتھ گناہ پر قادر رہا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت کے باعث اس کا ارتکاب نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فزع اکبر میں نجات عطا فرمائے گا اور دوزخ اس پر حرام ہوگا اور اُسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (نزہۃ المجالس)

اللہ رب العزت ہمیں اس طاہرہ اور پاکیزہ کردار خاتون کے نقش قدم پر چلائے اور دامن پاک رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعاؤں میں اثر کیسے پیدا ہوا وہ تو آپنے جان ہی لیا۔

حکایت

ایک عابد کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو دوران طواف پڑھتے سنا ”یَا لَطِیْفُ یَا کَرِیْمُ بِلُطْفِکَ الْقَدِیْمِ فَاِنَّ قَلْبِیْ عَلٰی الْعَھْدِ مُقِیْمٌ“ اے وہ ذات اقدس! جو اپنے لطف وکرم سے نوازنے والی ہے میرا دل وعدہ پر مضبوط ہے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگی دیکھو وہ لڑکا جو سو رہا ہے یہاں کا یہی باعث ہے۔ میں گھر میں سفر حج کے لیے بحری جہاز کے ذریعے روانہ ہوئی لیکن طوفان کے باعث جہاز ٹوٹ پھوٹ گیا۔ ایک تختہ پر بیٹھی جا رہی تھی کہ اسی اثنا میں یہ بچہ متولد (پیدا) ہوا۔ لڑکے کو گود میں لیے سمندری لہروں میں پھنسی ہوئی تھی کہ اچانک ایک تختہ میرے قریب آ گا جس پر ایک آدمی موجود پایا۔ ایسی حالت میں شیطان نما انسان نے اپنی خواہش کا مجھے نشانہ بنانا چاہا۔ انکار پر اس نے میرے بچے کو سمندر میں پھینک دیا۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے فریاد رسی کی درخواست کی کیا دیکھتی ہوں کہ سمندری جانور نے اسے تختے سے سمندر میں گرا دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ایک جہاز میرے قریب آیا۔ انہوں نے مجھے تختے سے اُٹھا کر جہاز میں بٹھا لیا۔ میں نے دیکھا میرا لخت جگر ان کے پاس ہے جب ان سے لڑکے کے بابت پوچھا تو کہنے لگے اسے ہم نے سمندری جانور کی پشت سے اٹھایا ہے جبکہ یہ اپنے انگوٹھے کو منہ میں دبائے ہوئے تھا جس سے ہم نے دودھ نکلتے دیکھا۔ عابد کہتا ہے میں نے اس خاتون کو کچھ رقم دینا چاہی تو وہ کہنے لگی: اے ناکارہ! میں تو تجھے اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور احسان سے آگاہ کر رہی ہوں اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس کے غیر سے روزی حاصل کروں۔ یہ سنتے ہی میری زبان پر یہ

اشعار جاری ہو گئے:

وَ کَمْ لِلّٰہِ مِنْ لُطْفٍ خَفِیٍ

یَدُقُّ خِفَاہُ عَنْ فَھْمِ الذَّکِیُ

وکم یسر الی من بعد عسر

ومزج لوعۃ القلب الشجی

وکم ھم تساء بہ صباحا

وتعقبہ المسرۃ بالعشی

فثق بالواحد الاحد العلی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے الطاف واکرام بہت ہی خفیہ ہیں اوراس کی باریکیوں تک عقیل وفہیم کی فہم ودانش بھی نہیں پہنچ سکتی۔ سختی کے بعد بے پناہ سہولتیں میسر ہوتی ہیں جنہوں نے دل میں بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے ٹھنڈے کردیئے ہیں اور بہت سے ایسے فکر لاحق ہوجاتے ہیں جن کے باعث تمہاری صبح ہجوم افکار کے باعث مکدر ہوتی ہے لیکن شام ہوتے ہی خوشی ومسرت کا چاند طلوع ہوجاتا ہے اور جب تمہاری روزی کے سامان مفقود ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ واحد ویکتا ہی ذات اعلیٰ پر ہی بھروسہ کیجیے اور لوگوں کی عیب جوئی کی طرف توجہ نہ دو بلکہ جو برائی تمہیں دوسروں میں دکھائی دے تم اسے اپنی ذات میں تلاش کرو اور اسے باہر نکال دو۔ اسے ابن صبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (نزہۃ المجالس)

حکایت

حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بعد نماز عشا کوئی شخص گھر سے نکلا اسے کسی عورت نے دیکھا اور اس کے پاس آئی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا وہ آدمی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ اس کے گھر تک گیا اور پھر یہ آیت پڑھ دی: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذْمَسَّھُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا. (الآیۃ) بیشک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ کی راہ اپنائی جب بھی ان پر شیطان ڈورے ڈالتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوجاتے

ہیں۔ یہ آیت پڑھتے ہی وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔عورت نے گلی میں ڈال دیا، اس کا باپ باہر نکلا تو اسے اٹھایا جب ذرا اس نے ہوش سنبھالا تو اس کے باپ نے دریافت کرنا چاہا مگر اس نے وہی آیت پھر پڑھی اور گر کر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

جب لوگوں نے اسے دفن کر دیا تو اس واقعہ کی خبر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی آپ اس کی قبر پر آئے اور اسے مخاطب فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ، جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔(نزہۃ المجالس)

قرآن مقدس اگر سمجھ کر پڑھا جائے اور معانی و مطالب پر غور کیا جائے تو عمل کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی وجہ سے دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات بھی حاصل ہوتی ہے۔کاش کہ آج قرآن مقدس کو صرف ثواب کی نیت سے نہیں بلکہ عمل کی نیت سے پڑھا جاتا۔

حکایت

بیان کرتے ہیں کہ چند لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے۔ جب قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو ایک نہایت حسین و جمیل عورت قلعہ سے باہر آئی اس نے ہمارے لشکر پر نگاہ ڈالی اور اسے ایک نہایت خوبصورت مرد مجاہد نظر آیا تو اسے اپنے پاس آنے کا پیغام دیا تو مرد مجاہد نے جواباً کہلا بھیجا تم ظاہری ''قلعہ'' ہمارے اور باطنی ''قلعہ'' اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو پھر دیکھا جائے گا۔اس نے کہا ظاہری قلعہ تو میں جانتی ہوں مگر باطنی قلعہ کیا ہے؟ اس نے کہا اپنے دل کو اللہ کے سپرد کرنا۔وہ کہنے لگی: لو میں نے اپنا دل اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔تو کہنے لگی اب میں تیرے ہاتھ پر اسلام قبول کرتی ہوں۔مرد مجاہد نے کہا میرے ہاتھ پر کیا ہمارے سپہ سالار کے ہاتھ پر اسلام کی سعادت حاصل کرو۔جب وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوئی تو کہنے لگی میں ان سے بڑے کے

ہاتھوں اسلام قبول کروں گی۔ بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچادیا تو آپ سے عرض گزار ہوئی: آپ سے بڑے کے ہاتھ پر اسلام لانے کا شرف پانا چاہتی ہوں فَقَالَتْ اُرِیْدُ عَلٰی یَد اَکْبَرَ مِنْکَ فَخلُّوْھَا اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأتْ اَسْلَمَتْ وَمَاتَتْ فِیْ الْحَالِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا پھر اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر پہنچایا گیا وہ روضہ پاک دیکھتے ہی اسلام لے آئی اور اسی وقت اپنی پیاری جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ میرا خیال ہے وہ قلعہ کی مالکہ تھی۔(تابش قصوری)(نزہۃ المجالس)

محبتِ الٰہی میں وہ لوگ کس قدر سرشار تھے کہ گناہوں کی طرف طبیعت کا میلان بھی نہیں ہوتا تھا بلکہ گناہ کی دعوت دینے والوں کو محبت الٰہی و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا شربت پلادیتے تھے کہ جذبہ عصیاں کی جگہ پر جذبۂ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوجاتا تھا اور پھر وہ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردیتے تھے۔

درد کی شدت سے بے خبر کردیا

طبریہ میں زینب نامی ایک عابدہ خاتون رہتی تھی۔ ایک رات اس پر نیند کا غلبہ ہوا تو وہ سوگئی پھر اسے کسی کہنے والے کی آواز سنائی دی ’’صَلٰوتُکَ نُوْرٌ وَالْعِبَادَۃُ نُوْرٌ فَقُوْمِیْ فَصَلِّیْ وَالْعِبَادُ رُقُوْدٌ‘‘ تمہاری نماز نور ہے اور عبادت از خود نور ہے پس جاگو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہیں۔

اس کا کہیں جانا ہوا تو کسی طرح اس کی انگلی کٹ گئی۔ بہت سے مرد اور عورتیں عیادت کے لیے آئیں تو ان کے پوچھنے پر آپ بولیں: ثواب کی لذت نے درد کی شدت سے مجھے بے خبر کردیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمائے اٹھو ہم اس کے کام میں مصروف ہوجائیں جس کے پاس اسی راہ سے جانا ہے۔(نزہۃ المجالس)

اللہ کی نیک بندیوں کا حال کتنا عجیب ہوتا ہے کہ انہیں اپنے مولیٰ کی جانب سے ملنے والی

ہر چیز محبوب لگتی ہے پھر وہ درد ہو یا دوا۔ جس میں مولیٰ خوش ہوتا ہے اسی میں وہ بھی خوش رہتی ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد صالح ہوتی تھی اور نیک اولاد سے نیک معاشرہ تشکیل پاتا تھا۔

دیدار کا کیا عالم ہوگا؟

لوامع انوار القلوب میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی شخص نے کنیز خریدی اور جب وہ گھر لایا تو کہنے لگی اے میرے آقا کیا آپ قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں میں پڑھ سکتا ہوں وہ بولی پھر سنایئے میں نے کہا ''**بسم اللہ الرحمن الرحیم**'' اس پر وہ کہنے لگی: اے میرے آقا! جب اس کے کلام کی شنید میں یہ لذت ہے تو اس کے دیدار کا کیا عالم ہوگا؟

جب رات سر پر آئی تو میں نے اپنا بستر بنایا اور سونے لگا تو وہ پکار اٹھی اے میرے آقا کیا آپ کو اپنے مالک و مولیٰ سے جو کبھی نہیں سوتا شرم نہیں آتی۔ یہ کہا اور نوافل ادا کرنے لگی جب سجدے میں گئی تو میں نے سنا وہ یوں کہہ رہی تھی ''الٰہی تجھے جو میرے ساتھ محبت ہے اس کے صدقہ میں مجھے عذاب سے محفوظ رکھ'' مجھ سے رہا نہ گیا اور اسے کہا یوں کہو: الٰہی! جو تجھ سے محبت ہے اس کے صدقہ میں مجھے بچا۔ وہ کہنے لگی ہمارے ساتھ اس کی محبت تو ہماری محبت سے بہت زیادہ ہے جو ہمیں اس سے ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی محبت کا اظہار لوگوں کی محبت سے پہلے فرمایا ''**یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ**'' وہ ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

سبحان اللہ! کتنی حکمت سے لبریز بات حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ یہ حکمت و نور کی باتیں ایسے دل میں ہی پیدا ہوتی ہیں جس دل میں معرفتِ الٰہی کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔

مستجاب الدعوات عورت

رملہ میں آمنہ نامی ایک نہایت عابدہ صالحہ خاتون رہتی تھی اسے معلوم ہوا کہ حضرت حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہیں تو وہ آپ کی عیادت کے لیے ان کے پاس بغداد شریف حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ کے یہاں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ آمنہ رملیہ ہماری عیادت کے لیے آئی

ہے۔حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اسے کہئے کہ ہمارے لیے دعا کرے۔ وہ یوں دعا کرنے لگی ''الٰہی! حضرت حافی اور احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوزخ سے تیری پناہ کے طالب ہیں۔حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اسی شب میں نے خواب میں کاغذ پر یہ لکھا ہوا دیکھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تو ہم نے کر دیا لیکن ہماری عطا اس سے بھی زیادہ ہے''۔(نزہۃ المجالس)

وہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی تقلید سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور ان کے مقلد بنے۔وہ اپنے لیے دعا کی گزارش کروا رہے ہیں۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور کی عورتوں میں تقویٰ وطہارت اور محبت الٰہی ومحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا عظیم جذبہ تھا جس کی وجہ سے مولیٰ نے ان کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔

لڑکی باعث برکت ہے

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے اس کے یہاں لڑکی پیدا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب لڑکی پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے زرد رنگ کے موتیوں اور یاقوت کے تاج سے مرصع آتے ہیں۔ایک اس کے سر پر اور دوسرا اس کے پاؤں پر ہاتھ رکھتا ہے۔پھر دونوں پڑھتے ہیں'' بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ ضَعِیْفَۃٌ خُلِقَتْ مِنْ ضَعِیْفَۃٍ، اَلْمُنْفِقُ عَلَیْکِ مُعَانٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ'' اللہ کے نام سے جو میرا اور تیرا پالنے والا ہے۔ایک ضعیفہ دوسری ضعیفہ سے پیدا کی گئی ہے اور تجھ پر خرچ کرنے والا قیامت تک معاونت حاصل کرتا رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے امتیوں میں سے جس کے یہاں لڑکی پیدا ہو اور وہ غم ورنج کا اظہار نہ کرے (بلکہ خوشی محسوس کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کے یہاں دو سبز بازوؤں والا فرشتہ یاقوت کا تاج پہنے بھیجتا ہے جو اسے برکات سے مالا مال کر دیتا ہے پھر اس کی پیشانی اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتا ہوا یہ کلمات ادا کرتا ہے'' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

رَّسُوْلَ اللّٰہِ رَبِّی وَرَبُّکِ اَللّٰہُ ،ضَعِیْفَۃٌ خُرِجَتْ ، وَالْقَیِّمُ عَلَیْکِ مُعَانٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ'' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ، میرا اور تیرا پالنے والا اللہ جل جلالہ ہے تو کمزور اور کمزور سے پیدا ہوئی اور تیری تربیت کرنے والا قیامت تک مدد پاتا رہے گا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان ''والباقیات الصالحات'' سے لڑکیاں مراد ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جسے دوزخ میں جانے کا حکم دیا گیا تو اس کی بیٹیاں اس سے چمٹ گئیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں فریاد کرنے لگیں یا اللہ ! دنیا میں یہ ہم پر شفقت کرتا تھا ، تو اس پر احسان فرما۔ تو ان کی فریاد کو سن کر اللہ تعالیٰ نے اسے بخشش سے نوازا۔ (نزہۃ المجالس : ج ۲/ ص : ۱۲۹/۱۳۰)

اے خواتین اسلام ! تم میں اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی برکتیں رکھی ہیں اور تمہارے وجود کو کتنی رحمتوں کے نزول کا ذریعہ بتایا کاش کہ تم اپنے مقام ومرتبہ کو سمجھتیں اوران احسانات کو یاد رکھتیں جو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم پر فرمائے۔

حضرت بایزید بسطامی اور فاحشہ عورت

بیان کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وقت ایک نہایت حسین وجمیل عورت بدکراری میں شہرت رکھتی تھی۔ اس نے ہر قسم کے مردوں پر اپنے دروازے کھلے رکھے تھے۔ ایک دن حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے دروازے پر جا بیٹھے۔ حضرت کو دیکھتے کوئی اس کی طرف نہ نکلا۔ اس نے اپنی کنیز کو کہا جاؤ دیکھو کیا سبب ہے آج میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا۔ جب کنیز دروازے پر آئی تو ایک صالح شخصیت کو دیکھا اور جا کر بتایا۔ عورت نے کہا انہیں میرے یہاں بلائیے۔ کنیز گئی اور حضرت کو اس حسینہ کے پاس لے گئی۔ خاتون نے دریافت کیا بزرگ ! آپ میرے یہا کیوں تشریف لائے ہیں ؟ کیا کوئی خواہش رکھتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ہاں ایک آرزو لیے آیا ہوں وہ یہ کہ آج کا وقت مجھے دیدو۔

وہ کہنے لگی میری فیس دوسو اشرفیاں ہیں آپ نے ایک سو اشرفیاں نکالیں جب کہ ان علاوہ آپ کے پاس ایک درہم بھی مزید نہیں تھا۔

خاتون نے وہی اشرفیاں پکڑ لیں اور کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے کپڑے پہن کر چار قدم میرے سامنے چلو۔ اس نے آپ کے فرمان پر عمل کیا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور عرض کیا: الٰہی! جب اس کا ظاہر درست کر دیا گیا ہے تو اس کا باطن بھی درست فرما دے۔ آپ نے فرمایا۔ اب یہ کپڑا اتار کر اپنی کیفیت بتائیے۔ وہ کہنے لگی قسم بخدا! آپ کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ مل چکی ہے میں توبہ کرتی ہوں ۔ جفا کے بعد وفا، وحشت کے بعد انس، جدائی کے بعد وصل اور نفرت کے بعد رضا حاصل ہو چکی ہے چنانچہ آپ وہاں سے پلٹے پھر ایک مدت کے بعد اس خاتون کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا۔ جو کہہ رہی تھی الٰہی! تیرا کتنا کرم ہے تو نے بے موسم پھلوں سے نوازا اور یہ کہتے ہی غائب ہوگئی۔ (نزہۃ المجالس: ج۲، ص:۲۰۴/۲۰۵)

انسانی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لیے اللہ کے برگزیدہ بندوں نے کتنا حکیمانہ انداز اختیار فرمایا۔ سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے: ’’برائی سے نفرت کرو بروں سے نہیں‘‘ آپ نے دیکھا کہ کس طرح حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے اس عورت کو محبت الٰہی و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گرفتار کر دیا اور پھر وہ عورت بھی توبہ پر قائم رہتے ہوئے عبادت و ریاضت کے ذریعے کتنا اونچا مقام حاصل کر لیا۔

برکت والی سینی

آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر! تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو۔ پھر خود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ

وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’انی لکِ ھذا‘‘ (اے بیٹی! یہ سب تمہارے لیے کہاں سے آیا؟) تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ھو من عند اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے)۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور دوسرے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا۔ پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکر ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔

(روح البیان آل عمران: ص ر ۳۲۳) (کرامتِ صحابہ: ص ر ۲۳۳)

یہ ہے خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام و مرتبہ، اللہ رب العزت کل بروز قیامت ان کی چادر کا کنارہ ہی صحیح خواتین اسلام کو نصیب فرمائے۔

غیبی ڈول

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ دوس کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلی آئی تھیں۔ یہ اپنے قبیلہ دوس سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں۔ شام کو ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تا کہ پانی پی کر روزہ افطار کر لیں۔ دشمن اسلام یہودی کو جب ان کے مسلمان اور روزہ دار ہونے کا علم ہوا تو اس ظالم نے ان کو مکان کی ایک کوٹھری میں بند کر دیا تا کہ ان کو ایک قطرہ پانی نہ مل سکے جس سے یہ روزہ افطار کر سکیں۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بند کوٹھری میں لیٹی ہوئی تھیں اور بے حد مت تھیں۔ سورج غروب ہو چکا ہے اور کوٹھری میں کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ آخر میں کس چیز سے روزہ افطار کروں؟ اتنے میں بند اور اندھیری میں اچانک کسی نے ان کے سینے پر ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا ڈول رکھ دیا اور انہوں نے اس پانی کو پی کر روزہ افطار کر لیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین: ج ۲،ص ۸۷۵)

استقامت فی الدین اختیار کرنے والوں پر اسی طرح کرم کی بارشیں نازل ہوتی ہیں۔

خالی کپہ گھی سے بھر گیا

روایت ہے کہ حضرت اُمّ شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا جس کو وہ اکثر لوگوں کو عاریۃً دے دیا کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اس کپہ میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا تو وہ گھی سے بھر گیا۔ پھر ہمیشہ اس کپہ میں سے گھی نکلتا رہا۔ اس بات کا پورے شہر اور دیار و امصار میں اس قدر چرچا ہو گیا تھا کہ لوگ عام طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت اُمّ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲،ص ۸۷۵ بحوالہ ابن سعد)

یہ مقام اپنے آپ کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا تابع کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے جب بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے نام کر دے تو اللہ عزوجل اس کے کام اسی طرح بنا دیتا ہے۔

بادشاہ کی بخیل بیوی

ایک مچھیرا انعام کی لالچ میں ایک مچھلی بادشاہ کے حضور لایا اور کہنے لگا: حضور! یہ ایک خاص مچھلی ہے جو میں آپ کے لیے تحفہ لایا ہوں۔ بادشاہ نے اس کا یہ تحفہ قبول کر کے اسے چار ہزار درہم انعام میں دیئے۔ بادشاہ کی بیوی نے یہ دیکھ کر بادشاہ سے کہا: آپ بڑے فضول خرچ ہیں کہ ایک معمولی مچھلی پر اتنی رقم انعام میں دے دیئے۔ بادشاہ نے کہا: اب یہ رقم میں اسے دے چکا ہوں کوئی تدبیر بتاؤ جس سے میں یہ انعام واپس لے سکوں۔

بیوی نے کہا: آپ اس سے پوچھئے یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ اگر نر بتائے تو کہیے مجھے تو مادہ چاہیے اور اگر وہ مادہ بتائے تو کہیے مجھے نر چاہیے۔ چنانچہ بادشاہ نے مچھیرے سے پوچھا کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ مچھیرے نے کہا۔ حضور! یہ نہ نر ہے اور نہ مادہ بلکہ خنثیٰ ہے بادشاہ یہ جواب

سن کر ہنس پڑا اور خوش ہو کر چار ہزار درہم انعام میں اور دے دیئے ۔ اب تو بیوی اور بھی غصہ میں آ گئی ۔ مچھیرے سے اتفاقاً ایک درہم زمین پر گر پڑا۔ بیوی بولی دیکھئے یہ شخص کتنا بخیل وکمینہ ہے کہ آٹھ ہزار درہم پا کر بھی ایک درہم کونہیں چھوڑ سکا اور اسے جھٹ زمین سے اُٹھالیا۔ آپ اس کی اس بات پر ناراض ہو کر سارے درہم واپس لے لیں ۔ بادشاہ نے مچھیرے سے پوچھا کیوں میاں ! آٹھ ہزار درہم میں سے تم ایک درہم کو بھی نہ چھوڑ سکے ۔اتنی کمینگی کا اظہار تم نے کیوں کیا؟ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا حضور! درہم کی بات نہ تھی دراصل درہم پر آپ کا نام لکھا تھا میں نے نہ چاہا کہ درہم پر کسی کا پاؤں پڑ جائے اور آپ کے نام کی توہین ہو۔ بادشاہ اس جواب سے اور بھی زیادہ خوش ہو گیا اور چار ہزار دینار انعام میں اسے اور دے دیئے اور اس کی بخیل بیوی جل بھن کر رہ گئی ۔اس کے بعد بادشاہ نے سارے شہر میں ڈھنڈی پٹوادی کہ جس کو روپیہ بچانا ہو وہ اپنی بیوی کی رائے پر ہرگز نہ چلے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔(نزہۃ المجالس)


